اسلامی نظامِ تہذیب کے چودہ رہنما اصول

کرہ ارض جس پر ہم آپ رہتے ہیں خدا کی عظیم الشان سلطنت کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔اس صوبے میں خدا کی طرف سے جو پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ان کی حیثیت کچھ اس طرح کی سمجھ لیجئے جیسے دنیا کی حکومتیں اپنے ماتحت ملکوں میں گورنر یا وائسرائے بھیجا کرتی ہیں۔ایک لحاظ سے دونوں میں فرق ہے۔دنیوی حکومتوں کے گورنر اور وائسرائے محض انتظام ملکی کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں اور سلطان کائنات کے گورنر اور وائسرائے اس لیے مقرر ہوتے ہیں کہ انسان کو صحیح تہذیب، پاکیزہ اخلاق اور سچے علم وعمل کے وہ اصول بتائیں جو روشنی کے مینار کی طرح انسانی زندگی کی شاہراہ پر کھڑے ہوئے صدیوں تک سیدھا راستہ دکھاتے مگر اس فرق کے باوجود دونوں میں ایک طرح کی مشابہت بھی ہے۔دنیا کی حکومتیں گورنری جیسی ذمہ داری کے منصب ان لوگوں کو ہی دیتی ہے جو ان کے سب سے زیادہ قابل اعتماد آدمی ہوتے ہیں اور جب وہ انہیں اس عہدے پر مقرر کر دیتی ہے تو پھر انہیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا پورا موقع دیتی ہے کہ حکومت کا اندرونی نظام کس طرح کس پالیسی پر چل رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے وہ راز بے نقاب کر دیتی ہے جو عام رعایا پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔ایسا ہی حال خدا کی سلطنت کا بھی ہے وہاں بھی پیغمبری جیسے ذمہ داری کے منصب پر وہی لوگ مقرر ہوئے ہیں جو سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے اور جب انہیں اس منصب پر مقرر کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنی سلطنت کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا اور ان پر کائنات کے وہ اسرار ظاہر کر دیے جو عام انسانوں پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔

اسی نوعیت کے تجربات میں سے ایک وہ چیز ہے جس کو معراج کہتے ہیں۔معراج صرف سیر اور مشاہدے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایسے موقع پر ہوتی ہے جب کہ پیغمبر کو کسی کار خاص پر مقرر کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور ایسا ہی ایک اہم موقع وہ تھا جب حضرت محمد ﷺ کو طلب کیا گیا۔یہ وہ وقت تھا کہ صرف حجاز اور صرف عرب ہی نہیں بلکہ گردوپیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی اس لیے اس اہم موقع پر آپ کو ایک نیا پروانہ تقرر اور نئی ہدایات دینے کے لیے بادشاہ کائنات نے اپنے حضور میں طلب فرمایا:

اسی پیشی وحضوری کا نام معراج ہے عالم بالا کا یہ حیرت انگیز سفر ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا تھا۔

اس سفر کے ضمنی واقعات احادیث میں آئے ہیں۔ مثلاً بیت المقدس پہنچ کر نماز ادا کرنا، آسمان کے مختلف طبقات سے گزرنا، پچھلے زمانے کے پیغمبروں سے ملنا اور پھر آخری منزل تک پہنچنا۔ لیکن قرآن ضمنی چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اصل مقصد تک اپنے بیان کو محدود رکھتا ہے اس لیے اس نے کیفیت معراج کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ بلکہ وہ چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جس کے لیے آنحضرت ﷺ کو بلایا گیا تھا قرآن کی سترھویں سورت میں آپ کو یہ تفصیل مل سکتی ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصے میں مکے کے لوگوں کو آخری نوٹس دیا گیا کہ اگر تمہاری سختیوں کی وجہ سے خدا کا پیغمبر جلاوطنی پر مجبور ہوا تو مکے میں تم کو چند سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہ مل سکے گا اور بنی اسرائیل کو جن سے عنقریب مدینے میں پیغمبر سے براہ براست سابقہ پیش آنا تھا خبردار کیا گیا کہ تم اپنی تاریخ میں دو زبردست ٹھوکریں کھا چکے ہو اور دو قیمتی موقعے کھو چکے ہو۔ اب تم کو تیسرا موقع ملنے والا ہے اور یہ آخری موقع ہے۔

دوسرے حصے میں وہ بنیادی اصول بتائے گئے جن پر انسانی تمدن کی تعمیر ہونی چاہئے۔

یہ ۱۴ اصول ہیں:

۱) صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور اقتدار اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت تسلیم نہ کی جائے۔

۲) تمدن میں خاندان کی اہمیت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرمانبردار و خدمت وگذار ہو اور رشتہ دار ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔

۳) سوسائٹی میں جو لوگ غریب یا معذور ہوں یا اپنے وطن سے باہر مدد کے محتاج ہوں وہ بے وسیلہ نہ چھوڑ دیے جائیں۔

۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے جو مال دار اپنے روپے کو برے طریقے سے خرچ کرتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

۵) لوگ اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھیں۔ نہ بخل کر کے دولت کو روکیں اور نہ فضول خرچی کر کے اپنے لیے اور دوسرے کے لیے مشکلات پیدا کریں۔

۶) رزق کی تقسیم کا قدرتی انتظام جو خدا نے کیا ہے انسان اس میں اپنے مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالے خدا اپنے انتظام کی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

۷) معاشی مشکلات کے خوف سے لوگ اپنی نسل کی افزائش نہ روکیں جس طرح موجودہ نسلوں کے رزق کا انتظام خدا نے کیا ہے آنے والی نسلوں کے لیے بھی وہی انتظام کرے گا۔

۸) خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے زنا کا راستہ برا راستہ ہے لہٰذا نہ صرف زنا سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے قریب جانے والے اسباب کا دروازہ بھی بند ہونا چاہیئے۔

۹) انسانی جان کی حرمت خدا نے قائم کی ہے لہٰذا خدا کے مقرر کردہ قانون کے سوا کسی دوسری بنیاد پر آدمی کا خون نہ بہایا جائے، نہ کوئی اپنی جان دے، نہ دوسرے کی جان لے۔

۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوں ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

۱۱) عہد و پیان کو پورا کیا جائے۔ انسان اپنے معاہدات کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

۱۲) تجارتی معاملات میں ناپ تول ٹھیک ٹھیک راستی پر ہونا چاہیے اوزان اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

۱۳) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ وہم اور گمان پر نہ چلو کیونکہ آدمی کو اپنی تمام قوتوں کے متعلق خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے کہ اس نے انہیں کس طرح استعمال کیا۔

۱۴) نخوت اور تکبر کے ساتھ نہ چلو، غرور کی چال سے نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں سے اونچے ہو سکتے ہو۔

یہ چودہ اصول جو معراج میں آنحضرت ﷺ کو دیے گئے تھے ان کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی کی نہ تھی بلکہ یہ پروگرام تھا جس پر آپ کو آئندہ سوسائٹی کی تعمیر کرنی تھی یہ ہدایات اس وقت دی گئی تھیں جب آپ کی تحریک عنقریب تبلیغ کے مرحلے سے گزر کر حکومت اور سیاسی اقتدار کے مرحلے میں قدم رکھنے والی تھی۔ لہٰذا یہ گویا ایک مینی فسٹو (Manifesto) تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا کا پیغمبران اصولوں پر تمدن کا نظام قائم کرے گا اسی لیے معراج میں یہ ۱۴ نکات مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام پیروان اسلام کے لیے پانچ وقت کی نماز فرض کی تا کہ جو لوگ اس پروگرام کو عمل کا جامہ پہنانے کے لیے اٹھیں ان میں اخلاقی انضباط پیدا ہو اور وہ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں ہر روز پانچ مرتبہ ان کے ذہن میں یہ بات تازہ ہوتی رہے کہ وہ خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان کا حاکم اعلیٰ خدا ہے جس کو انہیں اپنے کام کا حساب دینا ہے۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)